International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:02, Issue: 02, July-Dec 2022
pp:138 - 154

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

امام رازی و آمدی کے فقہی نظریات کا تقابلی مطالعہ: منتخب پہلوؤں میں تفردات و اشتراکات

A Comparative Study of the Jurisprudential Theories of Imam Razi and Al-Amidi: Unique Aspects and Commonalities in Selected Areas

Hafiz Muhammad Hanif
M Phil Scholar, Institute of Islamic studies, University of the Punjab, Lahore
hafizmuhammadh986@gmail.com
Hafiz Ahmad Mahmood
M Phil Scholar, SZIC, University of the Punjab, Lahore.
Qari Hafiz Ullah Khan
Village Jahangir Kakki, post office Kakki, Tehsil Kakki, District Bannu, kpk, Pakistan

Abstract

This study provides a comparative analysis of the jurisprudential theories of Imam Razi and Al-Amidi, focusing on selected aspects of their legal thought. It examines the distinctive features (tafarrudat) and commonalities (ishtirakat) in their approaches to Islamic jurisprudence. The research highlights the unique contributions of each scholar and identifies the areas where their legal theories converge. By exploring their methodologies and interpretations, the study aims to shed light on the diverse perspectives within Islamic legal scholarship and the nuanced differences that characterize their juristic approaches.

Keywords: Imam Razi, Al-Amidi, Jurisprudential Theories, Comparative Study, Islamic Jurisprudence, Unique Aspects

تعارف موضوع

امام غزالیؒ کے بعد علم مقاصد شریعہ کے حوالے امام رازیؒ و علامہ آمدیؒ کا نام آتا ہے۔ فصل ہذا میں دونوں فقہاء کا مختصر تعارف اور منہج مقاصدی پیش کیا جاتا ہے۔

تعارف امام رازیؒ

نام و نسب و پیدائش:

آپ کا نام محمد بن عمر بن حسن بن حسین التیمی البکری الطبرستانی الشافعی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف نسبت کی وجہ سے قرشی بکری کہلائے۔ جبکہ طبرستان کے علاقے "ری" میں پیدائش کی وجہ سے طبرستانی مشہور ہوئے۔ مشہور مفسر، متکلم، فقیہہ،

اصولی، حکیم، ادیب اور شاعر تھے، اور علوم ریاضی، علوم حکمت اور علوم عربیہ و شرعیہ کے ماہر تھے۔ عقائد میں اشاعرہ جبکہ فروعات میں امام شافعیؒ کے پیرو تھے۔ آپؒ کی پیدائش 25 رمضان المبارک 543 یا 544ھ میں "ری" میں ہوئی۔[1]

کنیت ولقب:

آپ کی کنیت بیٹے کی طرف نسبت کی وجہ سے ابو عبد اللہ پڑی۔ جبکہ آپؒ کے والد "ری" کے علاقہ میں مشہور خطیب تھے، اس وجہ سے ابن الخطیب کہلائے۔ آپؒ کا لقب فخر الدین تھا، جبکہ ولادت و تربیت مشہور علمی مرکز "ری" میں ہونے کی وجہ سے امام رازی کے لقب کے ساتھ بھی مشہور ہوئے۔[2]

تحصیل علم:

آپؒ نے ابتدائی علوم اپنے والد ضیاء الدین سے حاصل کیے، اس لیے اپنی کتابوں میں اکثر اپنے والد کا ذکر استاد اور شیخ کے القابات سے کرتے ہیں۔ پھر کمال سمنانیؒ سے علم فقہ حاصل کیا، پھر مجد الدین الجیلیؒ سے علم کلام میں "الشامل للامام الحرمین" حفظ کی۔ وہاں سے خوارزم چلے گئے اور دیگر علوم میں مہارت حاصل کی۔ پھر دوبارہ "ری" لوٹے جہاں ایک طبیب کی دو بیٹیوں کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کی شادی کی۔ طبیب کی وفات کے بعد اس کے تمام مال کے وارث بنے اور صاحب ثروت اور دولت مند لوگوں میں شمار ہونے لگے۔ پھر سلطان محمد بن تکش خوارزم شاہ کے ساتھ منتصل ہوئے۔ عمر کے آخری حصے میں ہرات چلے گئے اور وفات تک وہیں قیام کیا۔[3]

اساتذہ وشیوخ:

آپؒ کے اساتذہ میں سب سے پہلے آپؒ کے والد ماجد ضیاء الدین الخطیب کا نام آتا ہے، جو محی السنۃ امام بغویؒ کے شاگرد تھے، جن سے آپؒ نے ابتدائی علوم حاصل کیے۔ جبکہ دیگر اساتذہ میں کمال سمنانیؒ اور مجد الدین الجیلیؒ کے نام زیادہ قابل ذکر ہیں۔[4]

تلامذہ:

آپؒ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ چنانچہ صاحب طبقات المفسرین لکھتے ہیں:

> **"وكان اذا ركب يمشى حوله نحو ثلاثمائة تلميذ فقهاء وغيرهم وكان خوارزم شاه يأتى اليه۔"[5]**
>
> "جب آپؒ سوار ہوتے تو آپ کے ارد گرد تین سو سے زائد فقہاء و دیگر لوگ چلتے، اور خوارزم شاہ آپ سے ملاقات کے لیے آتا۔"

تاہم مشہور تلامذہ میں ابراہیم السلمیؒ، ابو بکر ابراہیم اصفہانیؒ اور تاج الدین ارمویؒ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔[6]

کتب:

آپؒ نے تفسیر، فقہ، اصول فقہ، علم الکلام، علم العقائد، فلسفہ و منطق، ادب اور دیگر موضوعات پر 70 سے زائد کتب تحریر کیں۔ جن میں مشہور کتب درج ذیل ہیں:

1. مفاتیح الغیب
2. معالم اصول الدین
3. محصل أفکار المتقدمین والمتأخرین
4. المسائل الخمسون
5. الآیات البینات
6. عصمۃ الانبیاء
7. المجموعۃ
8. الاعراب
9. أسرار التنزیل
10. المباحث المشرقیۃ
11. اساس التقدیس
12. المطالب العالیہ
13. المحصول فی علم الاصول
14. نھایۃ الایجاز
15. نھایۃ العقول
16. البیان والبرھان
17. النبوات
18. کتاب الھندسہ
19. مناقب امام شافعیؒ

وفات:

آپؒ کی وفات عید الفطر کے دن بروز پیر 606ھ میں ہرات شہر میں ہوئی اور دن کے آخری وقت ہرات کے نواحی علاقے مزداخان میں جبل المصاقب میں تدفین ہوئی۔ آپؒ نے مرض الموت میں ایک طویل وصیت بھی لکھوائی جس کا تذکرہ اکثر کتب سیر میں ملتا ہے۔[8]

منہج مقاصدی:

امام رازیؒ نے علم مقاصد شرعیہ پر بنیادی طور پر الگ سے کوئی کتاب تو تحریر نہیں کی، البتہ اصول فقہ پر ان کی کتاب "المحصول" میں قیاس و علت کی بحث میں مصلحت کا مفہوم، مصالح کی اقسام اور مصالح میں ترجیحات کی ابحاث ملتی ہیں۔

مصلحت کا مفہوم:

امام رازیؒ کسی وصف کے مصلحت کی بنیاد پر کسی حکم کی علت بن جانے کو مناسبت و مصالح سے تعبیر کرتے ہیں اور مناسب کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "الذی یفضی الی ما یوافق الانسان تحصیلا و ابقاء وقد یعبر عن التحصیل بجلب المنفعة وعن الابقاء بدفع المضرة۔"[9]
>
> "مناسب و مصالح سے مراد وہ چیز ہے جو انسان کو اس چیز کی طرف لے جائے جو انسان کے موافق ہو حاصل کرنے اور باقی رکھنے میں۔ اور تحصیل کو منفعت کے حصول کے ساتھ، جبکہ ابقاء کو مفسدہ کے دور کرنے کے ساتھ تعبیر کیا جاسکتا ہے۔"

پھر منفعت و مضرۃ کی تعریف کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

> "والمنفعة عبارة عن اللذة او مایکون طریقا الیه والمضرة عبارة عن الألم أو مایکون طریقا إلیه واللذة قیل فی حدها إنها ادراک الملائم والالم ادراک المنافی۔"[10]
>
> "اور منفعت نام ہے لذت کا یا وہ چیز جو اس کی طرف لے جائے اور مضرۃ نام ہے رنج کا یا اس کی طرف راستے کا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ منفعت نام ہے مناسب کے ادراک کا جبکہ مضرۃ نام ہے مفسدہ کے ادراک کا۔"

مصالح کی تقسیمات:

1)پہلی تقسیم دنیوی واُخروی مصالح کے اعتبار سے

امام رازیؒ مصالح کو دنیوی واُخروی مصالح کے اعتبار سے درج ذیل دو بڑی اقسام میں تقسیم کرتے ہیں:

1) دنیاوی مصالح

2) اُخروی مصالح

چنانچہ امام رازیؒ لکھتے ہیں:

"ان يكون لمصلحة تتعلق بالدنيا أولمصلحة تتعلق بالآخرة۔[11]

"یہ کہ مصالح کا تعلق دنیاوی مصلحت کے ساتھ ہو گا یا اُخروی مصلحت کے ساتھ۔"

دنیاوی مصالح

ان سے مراد وہ مصالح ہیں جن کا حصول دنیاوی زندگی میں ہوتا ہے۔جیسکہ کھانے پینے، نکاح اور مسکن کے امور سے متعلق جتنے بھی مصالح ہیں ان کی درج ذیل تین اقسام ہیں۔

1) ضروریات

2) حاجیات

3) تحسینیات

چنانچہ آپؒ دنیاوی مصالح کی تقسیم میں فرماتے ہیں:

"القسم الأول فهو على ثلاثة أقسام لان رعاية تلك المصلحة اما ان تكون فی محل الضرورة أوفی محل الحاجة أولا فی محل الضرورة ولا فی محل الحاجة۔"[12]

"پہلی قسم یعنی دنیاوی مصالح کی تین اقسام ہیں، کیونکہ مصلحت کی رعایت یا تو ضرورت کے مقام پر ہو گی یا حاجت کے مقام پر یا نہ ضرورت کے مقام پر اور نہ ہی حاجت کے مقام پر۔"

1)ضروریات

ضروری مصالح سے مراد وہ مصالح ہیں جن پر انسانی زندگی کی بنیاد ہو۔امام رازیؒ ضروری مصالح کو مقاصد خمسہ یعنی حفظ دین، حفظ جان، حفظ نسل، حفظ عقل اور حفظ مال وغیرہ کی حفاظت پر مشتمل قرار دیتے ہیں۔چنانچہ فرماتے ہیں:

"التی فی محل الضرورة فهی التی تتضمن حفظ مقصود من المقاصد الخمسة وهی حفظ النفس والمال والنسب والدين والعقل اما النفس فهی محفوظة بشرع

القصاص---وأما المال فهو محفوظ بشرع الضمانات والحدود وأماالنسب فهو محفوظ بشرع الزواجر عن الزنا-- وأما الدين فهو محفوظ بشرع الزواجر عن الردة والمقاتلة مع اهل الحرب-- وأما العقل فهو محفوظ بتحريم المسكر-"[13]

"جہاں تک ان مصالح کا تعلق ہے جو ضرورت کے درجہ میں واقعہ ہوئے ہیں پس وہ مقاصد خمسہ کی حفاظت کو متضمن ہیں اور وہ نفس، مال، نسب، دین اور عقل کی حفاظت کرنا ہے۔ جہاں تک نفس کا تعلق ہے تو اسے قصاص کی مشروعیت کے ساتھ محفوظ کیا گیا۔۔۔مال کو مختلف ضمانات اور حدود کی مشروعیت سے محفوظ کیا گیا، نسب کو زنا کی مختلف سزائیں مشروع کر کے محفوظ کیا گیا۔۔۔ ارتداد کی سزا اور اہل حرب کے ساتھ قتال کی سزا مشروع کر کے دین کو محفوظ کیا گیا۔۔۔ اور عقل کو نشہ آور چیزوں کی تحریم کے ذریعے محفوظ بنایا گیا۔"

مقاصد خمسہ کی ترتیب

امام رازیؒ سے کلیات خمسہ کی دو طرح سے ترتیب منقول ہے۔ پہلی ترتیب نفس، مال، نسب، دین اور عقل ہے جس کو ما قبل ضروریات کے ذیل میں بیان کیا گیا۔ امام رازیؒ کے نزدیک سب سے زیادہ مقدم مقصد مقصدِ حفظِ نفس ہے، اور پھر حفظ مال کا درجہ ہے گویا آپؒ کے ہاں حقوق اللہ پر حقوق العباد کو ترجیح حاصل ہے۔ جبکہ دوسری ترتیب میں نفس کے بعد عقل کو بقیہ چار مقاصد پر ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان المناسبة التى من باب الضرورة خمسة وهى مصلحة النفوس والعقول والأديان والاموال والانساب-"[14]

"بے شک مناسبت جو ضرورت کے باب سے ہے اس کی پانچ اقسام ہیں اور وہ نفوس، عقول، ادیان، اموال اور انساب کی مصلحت ہے۔"

2) حاجیات

حاجیاتی مصالح کا تعلق زندگی سے مشقت و حرج کو دور کرنے سے ہے۔ امام رازیؒ حاجیاتی مصالح سے متعلق لکھتے ہیں:

"واما التى فى محل الحاجة فتمكين الولى من تزويج الصغيرة فإن مصالح النكاح غير ضرورية لها فى الحال الا ان الحاجة إليه بوجه ما حاصلة وهى تقييد الكفؤ-"[15]

"اور بعض مصالح وہ ہیں جو حاجت کے درجے میں واقع ہوئے ہیں جیسکہ صغیرہ کے نکاح میں ولی کو متمکن کرنا، پس یہ نکاح کے غیر ضروری مصالح میں سے ہے، مگر اس کی حاجت محسوس ہوتی ہے اس چیز کے حصول کے لیے جسے کفو کے ساتھ مقید کر سکتے ہیں۔"

3) تحسینیات

تحسینی مصالح کا تعلق مکارم اخلاق کے ساتھ ہے، امام رازیؒ تحسینی مصالح کو مزید درج ذیل دو اقسام میں منقسم کرتے ہیں:

i. تحسینی مصالح جو کسی قاعدہ معتبرہ کے معارض نہ ہوں۔

ii. تحسینی مصالح جو کسی قاعدہ معتبرہ کے معارض ہوں۔

چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں:

"واما التى لا تكون فى محل الضرورة ولا الحاجة فهى التى تجرى مجرى التحسينات وهى تقرير الناس على مكارم الاخلاق و محاسن الشيم وهذا على قسمين منه مايقع لا على معارضة قاعدة معتبرة وذلک كتحريم تناول القاذورات و سلب اهلية الشهادة عن الرقيق--- ومنه مايقع على معارضة قاعدة معتبرة وهو مثل الكتابة وإن كانت مستحسنة فى العادات الا انها فى الحقيقة بيع الرجل ماله بماله وذلک غير معقول۔"[16]

"اور بعض مصالح وہ ہیں جو نہ ضرورت کے درجہ میں اور نہ ہی حاجت کے درجہ میں واقع ہوئے ہیں بلکہ بطور تحسینیات کے ان کا اجراء ہوا ہے، اور اس کی مزید دو قسمیں ہیں، ایک قسم وہ ہے جو کسی قاعدہ معتبرہ کے معارض نہیں جیسکہ گندی اشیاء کھانے کی حرمت اور غلام سے شہادت کی اہلیت کو سلب کرنا ہے--- دوسری قسم وہ ہے جو کسی قاعدہ معتبرہ کے معارض ہو جیسکہ عقد مکاتبت، عادات ورواج میں اگرچہ اسے مستحسن قرار دیا گیا ہے البتہ حقیقت میں یہ آدمی کی اپنے مال کی اپنے مال کے ساتھ بیع ہے جو غیر معقول ہے۔"

اُخروی مصالح

ان سے مراد وہ مقاصد ہیں جن کا حصول آخرت میں ہوتا ہے، جیسکہ نفس کی ریاضت وپاکیزگی وغیرہ۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں:

"وأما الذى يكون مناسبا لمصلحة تتعلق بالآخرة فهى الحكم المذكورة فى رياضة النفس وتهذيب الاخلاق فان منفعتها فى سعادة الآخرة۔[17]

"جہاں تک مصالح کی وہ قسم جس کا تعلق آخرت کی مصلحت کے ساتھ ہے پس اس کا حکم نفس کی ریاضت اور اس کو مہذب بنانے والے اعمال میں مذکور ہے اور ان کا نفع آخرت کی سعادۃ میں ہے۔"

2)دوسری تقسیم شریعت کے اعتبار وعدم اعتبار کے لحاظ

شریعت کے اعتبار وعدم اعتبار کے لحاظ سے امام رازیؒ مصالح کو درج ذیل تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔

i. مصالح معتبرہ

ii. مصالح ملغاۃ

iii. مصالح مرسلہ

چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں:

"التقسيم الثانى الوصف المناسب اما ان يعلم ان الشارع اعتبره أو يعلم أنه الغاه اولا يعلم واحد منهما۔"[18]

"وصف مناسب کی دوسری تقسیم یہ ہے کہ اس کے بارے میں معلوم ہو کہ شارع نے اس کا اعتبار کیا ہے یا اس کو لغو قرار دیا ہے یا ان دونوں میں سے کچھ بھی معلوم نہ ہو۔"

امام رازیؒ نے مصالح معتبرہ کی مثالوں میں نشہ کی علت کی وجہ سے نشہ آور چیزوں کے حرام ہونے اور مشقت کے باعث حائضہ سے نماز کی قضاء کے ساقط ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔[19] جبکہ مصالح ملغاۃ و مرسلہ کی مثالیں بیان نہیں کرتے۔

مصالح میں ترجیح:

امام رازیؒ کے نزدیک مصالح ضروریہ کو مصالح حاجیہ پر اور مصالح حاجیہ کو مصالح تحسینیہ پر ترجیح حاصل ہو گی۔ جبکہ مصالح ضروری میں سے مقاصد خمسہ کو حسب ترتیب ایک دوسرے پر ترجیح حاصل ہو گی۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں:

"أن المناسبة التى من باب الضرورة راجعة على التى من باب الحاجة والتى من باب الحاجة مقدمة على التى من باب الزينة۔"[20]

"بے شک مصالح جو ضرورت کے باب سے ہیں ان کو مصالح حاجیہ پر ترجیح حاصل ہو گی، اور مصالح حاجیہ کو مصالح تحسینیہ پر مقدم کیا جائے گا۔"

الغرض امام رازیؒ نے اصول پر اپنی کتاب "المحصول" میں علت و مناسبت کی بحث میں علم مقاصد شرعیہ پر بحث کی ہے، آپؒ نے مصلحت کا مفہوم بیان کیا، پھر مصالح کی دو بڑی تقسیمات دُنیوی و اُخروی اعتبار سے اور شریعت کے اعتبار اور عدم

اعتبار کے لحاظ سے پیش کیں۔ پھر مصالح دنیوی کو تین بڑی اقسام ضروریات، حاجیات اور تحسینیات میں تقسیم کیا، ضروریات خمسہ کی نئی ترتیب پیش اور ان تمام کی مثالیں بیان کیں، جبکہ مصالح اُخروی کو ریاضت و تہذیب نفس سے متعلقہ امور سے منسوب کرتے ہیں۔ شریعت کے اعتبار اور عدم اعتبار کے لحاظ سے مصالح کو تین بڑی اقسام مصالح معتبرہ، مصالح ملغاۃ اور مصالح مرسلہ میں تقسیم کرتے ہیں اور آخر میں مصالح میں ترجیح کے اصول بیان کرتے ہیں۔

علامہ سیف الدین آمدیؒ

امام رازیؒ کے بعد جس شخصیت نے علم مقاصد شریعت کو موضوع بحث بنایا وہ علامہ سیف الدین آمدی المتوفی 631ھ ہیں۔ ذیل میں ان کا مختصر تعارف اور اسلوب مقاصدی بیان کیا جاتا ہے۔

تعارف

نام و نسب اور پیدائش

آپ کا نام ابو الحسن علی بن اَبی علی بن محمد بن سالم التغلبی الآمدی ہے۔ دیار بکر میں آمد شہر کی طرف نسبت کی وجہ سے آمدی کہلائے۔ مشہور متکلم، اصولی اور معقولات میں ماہر تھے۔ عقائد میں اشاعرہ سے منسلک تھے، جبکہ فروعات میں اوائل میں فقہ حنبلی کے پیرو تھے، بعد میں فقہ شافعی کو اختیار کیا۔ آپ کی پیدائش 551ھ میں شہر آمد میں ہوئی۔[21]

کنیت و لقب

آپؒ کی کنیت ابوالحسن تھی جو کہ بیٹے کی طرف نسبت کی وجہ سے پڑی۔ جبکہ عقائد و احکام اسلامیہ کو عقلی انداز میں پیش کرنے کی وجہ سے "سیف الدین" کے لقب کے ساتھ مشہور ہوئے۔[22]

علمی اسفار

ابتدائی علوم آپؒ نے اپنے شہر سے حاصل کیے پھر بغداد گئے جہاں علی ابن المنیؒ سے علوم دینیہ حاصل کیے، اوائل میں آپؒ فقہ حنبلی کے پیرو تھے۔ بغداد میں شیخ اَبو القاسم سے علوم فقہیہ حاصل کرنے کے بعد فقہ شافعی کو اختیار کیا۔ پھر شام گئے جہاں آپؒ نے علوم عقلیہ و فلسفہ میں مہارت حاصل کی۔ پھر شام گئے جہاں آپؒ نے علوم عقلیہ و فلسفہ میں مہارت حاصل کی۔ پھر مصر گئے جہاں امام شافعیؒ کے مدرسہ سے متصل بڑے مدرسہ القرافۃ الصغری میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ ایک عرصہ تک قاہرہ میں جامعہ ظافری کے صدر مدرس رہے۔ علوم عقلیہ اور فلسفہ میں آپؒ کے فضل و کمال کو دیکھ کر فقہاء بلاد نے آپؒ کے خلاف کفر والحاد کے فتوے دیئے۔ پھر وہاں سے شام کے شہر حماۃ چلے گئے۔ پھر

دمشق منتقل ہوئے جہاں مدرسہ عزیزیہ میں صدر مدرس رہے۔ پھر دوبارہ آپؒ کو فلسفہ اور باطل عقائد کی بنیاد پر معزول کر دیا گیا اور اسی حال میں وفات ہوئی۔[23]

اساتذہ وشیوخ

آپؒ کے کثیر علمی اسفار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپؒ نے بے شمار اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ تاہم مشہور اساتذہ میں ابن المنیی اَبوالفتح حنبلیؒ، ابوالقاسم بن فضلانؒ، عمار آمدیؒ، محمد صفارؒ، ابن شاتیلؒ اور المجیر البغدادیؒ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔[24]

تلامذہ

آپؒ تمام عمر درس و تدریس میں مصروف رہے، تمام مذاہب فقہیہ کے لوگ تحصیل علم کے لیے آپؒ کے پاس حاضر ہوتے۔ چنانچہ علامہ صفدیؒ لکھتے ہیں:

"وكان يحضره الاكابر من كل مذهب ورحل إليه الطلبة من جميع الآفاق۔[25]

"آپؒ کے پاس تمام مذاہب کے اکابر حاضر ہوئے اور تمام دنیا سے طلبہ حصولِ علم کے لیے آپؒ کی طرف سفر کرتے۔"

تاہم مشہور تلامذہ میں ابو محمد البعلبکیؒ، الدخوار الطبیبؒ،[26] نجم الدین ابولصرؒ اور عزالدین بن عبدالسلامؒ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔[27]

کتب:

آپؒ نے اصول، علم الکلام، فلسفہ اور علم الجدل والمناظرہ پر بیس سے زیادہ کتب تحریر کیں۔ تاہم مشہور کتب درج ذیل ہیں:

1) ابکار الأفکار
2) رموز الکنوز
3) دقائق الحقائق
4) لباب الألباب
5) منتھی السول فی علم الاصول
6) معانی الحکماء والمتکلمین
7) الاحکام فی اصول الأحکام[28]

وفات:

آپؒ کی وفات دمشق میں چار صفر بروز منگل 631ھ میں ہوئی اور سفح کے مقام پر جبل قاسیون میں دفن کیا گیا۔[29]

منہج مقاصدی:

علامہ آمدیؒ نے متأخرین کی طرح علم مقاصد شریعت پر الگ سے کوئی کتاب تو تحریر نہیں کی البتہ اصول فقہ پر آپؒ کی کتاب "الإحکام فی اصول الأحکام" جو کے چار کتب "المستصفی"، "البرھان"، "المعتمد" اور "العھد" کا خلاصہ سمجھا جاتا ہے میں قیاس و علت کی بحث میں مقاصد کا مفہوم، مقاصدی تقسیمات و امثلہ اور مقاصد و مصالح میں ترجیح کے اصول ملتے ہیں۔

چنانچہ مقاصد کا مفہوم کچھ اس انداز سے بیان فرماتے ہیں:

"المقصود من شرع الحکم إما جلب مصلحة اودفع مضرة۔"[30]

"حکم شرعی سے مقصود یا مصلحت کا حصول یا مضرت کو دور کرنا ہے۔"

مقاصدی تقسیمات

علامہ آمدیؒ مقاصد کی درج ذیل دو بڑی تقسیمات بیان کرتے ہیں

1) پہلی تقسیم دنیوی و اُخروی اعتبار سے

2) دوسری تقسیم مراتب کے اعتبار سے

پہلی تقسیم دنیوی و اُخروی اعتبار سے

علامہ آمدیؒ مصالح کو دنیوی و اُخروی اعتبار سے درج ذیل دو اقسام میں منقسم کرتے ہیں:

i) دنیوی مصالح

ii) اُخروی مصالح

چنانچہ فرماتے ہیں:

"ان المقصود من شرعی الحکم انما ھو تحصیل المصلحة او دفع المضرة، فذلک اما ان یکون فی الدنیا او فی الآخرة۔[31]

"بے شک حکم کے مشروع ہونے سے مقصد مصلحت کا حصول یا ضرر کو دور کرنا ہے، پس اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مصالح کا حصول دنیا میں ہو گا یا آخرت میں۔"

پھر دنیاوی مصالح میں بیع و اجارہ، نکاح اور قصاص و دیت کے مسائل کو بطور امثلہ بیان کرتے ہیں، جبکہ اُخروی مصالح میں درجات کو بلند کرنے والے اعمال اور معاصی سے پرہیز کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔[32]

2)دوسری تقسیم مراتب کے اعتبار سے

علامہ آمدیؒ مصالح کو مرتبہ و درجہ کے اعتبار سے تین بڑی اقسام ضروریات، حاجیات اور تحسینیات میں تقسیم کرتے ہیں۔ پھر ان تینوں میں سے ہر ایک کو اصلی اور تبعی میں تقسیم کرتے ہیں۔ اصلی کو مصالح ضروری، مصالح حاجی اور مصالح تحسینی سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ تبعی کو مکملات مصالح ضروری، مکملات مصالح حاجی اور مکملات مصالح تحسینی سے تعبیر کرتے ہیں۔[33]

1)ضروریات

علامہ آمدیؒ ضروری مصالح کو دو اقسام اصلی اور تبعی میں تقسیم کرتے۔ پھر اصلی کو مقاصد خمسہ حفظ دین، حفظ نفس، حفظ عقل، حفظ نسل اور حفظ مال سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ تبعی کو مکملات مصالح ضروری قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"فان كان من قبيل المقاصد الضرورية فاما ان يكون اصلا اولا يكون اصلا فان كان اصلا فهو الراجع الى المقاصد الخمسة التى لم تخل من رعايتها ملة من الملل ولاشريعة من الشرائع وهى حفظ الدين، والنفس، والعقل والنسل والمال---- أما حفظ الدين فبشرع قتل الكافر المضل وعقوبة الداعى الى البدع وأما حفظ النفوس فبشرع القصاص وأما حفظ العقول فبشرع الحد على شرب المسكر، وأما حفظ الأموال فبشرع الزواجر للغصاب والسراق۔"[34]

"پس اگر مصالح مقاصد ضروریہ کے قبیل سے ہوں تو وہ اصلی ہوں گے یا تبعی، اگر اصلی ہوں تو وہ رجوع کریں گے مقاصد خمسہ کی طرف جن کی رعایت سے کوئی بھی ملت اور شریعت خالی نہیں اور وہ دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کرنا ہے۔ جہاں تک دین کا تعلق ہے تو اسے کافر مضل کے قتل اور بدعتی کو سزا دے کر محفوظ کیا گیا، حفاظت نفس کے لیے قصاص کو مشروع کیا گیا، حفاظت عقل کے لیے مسکر کے پینے پر حد جاری کی گئی اور غصاب اور چوروں کے لیے سزائیں مشروع کی گئیں حفاظت مال کے لیے۔"

علامہ آمدیؒ شراب کی قلیل مقدار کے حرام کو مصالح ضروریہ کے تکملہ کے طور پر بیان کرتے ہیں۔[35]

مقاصد خمسہ کی ترتیب

علامہ آمدیؒ سے مقاصد خمسہ کی دو طرح ترتیب منقول ہے ایک ترتیب ماقبل بیان ہو گئی جس کے مطابق سب سے پہلا درجہ دین، پھر نفس پھر عقل پھر نسل اور پھر مال کا ہے۔ جبکہ مصالح میں ترجیح کے باب میں آپؒ نسل کو عقل پر مقدم کرتے ہیں اور اس کے لیے نسب کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

"المقصود فی حفظ النسب أولی من المقصود فی حفظ العقل والمال۔"[36]

"حفاظت نسب کا مقصد اولیٰ ہے بانسبت حفاظت عقل اور مال کے مقصد کے۔"

اسی طرح آپؒ مقاصد ضروریہ کو انہی پانچ میں محصور کرتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

"والحصر فی هذه الخمسة الانواع انما کان نظراً الی الو اقع والعلم بانتفاء مقصد ضروری خارج عنها فی العادة۔" [37]

"مقاصد ضروریہ کو ان پانچ میں محصور کرنا ثابت ہوتا ہے واقعات اور چیزوں پر نظر دوڑانے سے کہ مقاصد ضروریہ ان پانچ سے باہر نہیں۔"

2)حاجیات

علامہ آمدیؒ حاجیاتی مصالح کو اصلی اور تبعی میں تقسیم کرتے ہیں پھر اصلی کو حاجیاتی مصالح جبکہ تبعی کو مکملات مصالح حاجیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"فان کان من قبیل ماتدعوا الیه الحاجة فاما ان یکون اصلا، او لا یکون اصلا فان کان اصلا فهو القسم الثانی الراجع الی الحاجات الز ائدة وذلک کتسلیط الولی علی تزویج الصغیرة وان لم یکن اصلا فهو التابع الجاری مجری التتمه والتکملة للقسم الثانی وذلک کرعایة الکفاءة ومهر المثل۔[38]

"پس اگر مصالح حاجیاتی مقاصد کے قبیل سے ہوں تو پھر وہ اصلی ہوں گے یا تبعی، پس اگر اصلی ہوں تو وہ رجوع کرے گا قسم ثانی حاجات زائدہ کی طرف جس کی مثال ہے صغیرہ کے نکاح میں ولی کو مسلط کرنا اور اگر وہ تبعی ہوں تو وہ قسم ثانی کا تتمہ و تکملہ ہوں گے اور اس کی مثال نکاح میں کفو اور مہر مثلی کی رعایت کرنا۔"

3) تحسینیات

علامہ آمدیؒ تحسینیات کا مفہوم اور مثال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وأما ان کان المقصود لیس من قبیل الحاجات الز ائدة فهو القسم الثالث، وهو ما یقع موقع التحسین والتزیین ورعایة احسن المناهج فی العادات والمعاملات وذلک کسلب العبید اهلیة الشهادة۔"[39]

"اور اگر مصالح کا تعلق حاجات زائدہ سے نہ ہو تو وہ تیسری قسم ہے، جو تحسین و تزیین اور عادات و معاملات میں اچھے طریقے اختیار کرنے سے متعلق ہے اور اس کی مثال غلام سے شہادت کی اہلیت سلب کرنا ہے۔"

مصالح میں ترجیحات

علامہ آمدیؒ مصالح ضروریہ کو مصالح حاجیہ پر، مصالح حاجیہ کو مصالح تحسینیہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ اسی طرح مکملات مصالح ضروریہ کو مکملات مصالح حاجیہ پر اور مکملات مصالح حاجیہ کو مکملات مصالح تحسینیہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ پھر مقاصد ضروریہ خمسہ میں سے حفاظت دین کو سب سے زیادہ مقدم رکھتے، پھر حفاظت نفس کو ترجیح دیتے ہیں، پھر حفاظت نسب کو حفاظت عقل اور مال پر ترجیح دیتے ہیں[40] اسی طرح آپؒ ضروریات خمسہ میں سے دین کو مقصد اصلی قرار دیتے ہیں جبکہ نفس، نسب، عقل اور مال وغیرہ کو تبعی مقاصد قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"فما مقصوده حفظ اصل الدين يكون اولى نظراً الى مقصوده و ثمرته من نيل السعادة الابدية فی جوار رب العالمين وما سواه من حفظ الانفس والعقل والمال وغيره۔"[41]

"پس حفاظت دین کا مقصد اپنے رب کے جوار میں ہمیشہ کی کامیابی حاصل کرنے کے اعتبار سے زیادہ اولیٰ ہے بانسبت حفاظت نفس، عقل اور مال وغیرہ مقاصد کے۔"

اسی طرح آپؒ حفاظت نسب، عقل اور مال کو حفاظت نفس کے تابع قرار دیتے ہیں۔[42]

خلاصہ بحث

الغرض علامہ آمدیؒ نے اپنے منہج مقاصدی میں امام غزالیؒ کا تتبع و پیروی کی۔ آپؒ نے اپنی کتاب "الإحکام فی اصول الأحکام" میں قیاس و علت کی بحث میں مقاصد کا مفہوم بیان کیا ہے پھر مقاصد کی دو بڑی اقسام دنیوی و اُخروی اعتبار سے اور رتبہ و درجہ کے اعتبار سے پیش کرتے ہیں۔ پھر مقاصد کو درجہ و مرتبہ کے اعتبار سے ضروریات، حاجیات اور تحسینیات میں تقسیم کرتے ہیں۔ پھر ضروری، حاجی اور تحسینی میں سے ہر ایک کو دو اقسام اصلی اور تبعی میں تقسیم کرتے ہیں۔ اصلی کو مصالح ضروری، مصالح حاجی اور مصالح تحسینی سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ تبعی کو مکملات مصالح ضروری، مکملات مصالح حاجی اور مکملات مصالح تحسینی سے تعبیر کرتے ہیں۔ علامہ آمدیؒ کو جو بات امام غزالیؒ سے منفرد کرتی ہے وہ یہ ہے کہ آپؒ نے مصالح میں ترجیح کا باب قائم کیا۔ اور مصالح میں ترجیح کے اصولوں کو وسعت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

علامہ آمدیؒ کے بعد آپؒ کے شاگرد علامہ ابن حاجب مالکی المتوفی 646ھ نے بھی علم مقاصد شرعیہ کو موضوع بحث بنایا، چنانچہ اپنی کتاب "مختصر منتہی السوٴل والامل فی علمی الاصول والجدل" جو علامہ آمدیؒ کی کتاب "الاحکام فی اصول الاحکام" کی شرح اور خلاصہ ہے میں قیاس وعلت کے باب میں مقصد کا مفہوم، مقاصدی تقسیمات اور مقاصد میں ترجیحات کے اصولوں پر بحث کرتے ہیں[43] علامہ ابن حاجبؒ نے اپنے منہج میں علامہ آمدیؒ کی نقل و پیروی کی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] وفیات الأعیان، ج:4، ص:252۔ / سیر اعلام النبلاء، ج:21، ص:501۔ / معجم المؤلفین، ج:11، ص:79۔ / الأعلام للزرکلی، ج:6، ص:313۔

[2] الأعلام للزرکلی، ج:6، ص:313۔ /وفیات الأعیان، ج:4، ص:249۔

[3] وفیات الاعیان، ج:4، ص:250۔ / الاعلام للزرکلی، ج:6، ص:313۔

[4] وفیات الاعیان، ج:4، ص:250۔

[5] الأدنہ وی، احمد بن محمد، طبقات المفسرین، محقق، سلیمان بن صالح، السعودیۃ، مکتبۃ العلوم والحکم، الطبعۃ الاولیٰ، 1997م، ص:214۔

[6] الوافی بالوفیات، ج:2، ص:261۔ / ایضاً، ج:6، ص:46۔

[7] الاعلام للزرکلی، ج:6، ص:312، 313۔

[8] وفیات الاعیان، ج:4، ص:252۔

[9] الرازی، فخر الدین، ابو عبد اللہ محمد بن عمر، المحصول، محقق، ڈاکٹر طہ جابر علوانی، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الثالثۃ، 1997م، ج:5، ص:157۔

[10] المحصول، ج:5، ص:158۔

[11] ایضاً، ص:159۔

[12] المحصول، ج:5، ص:159۔

[13] ایضاً، ص:160۔

[14] المحصول، ج:5، ص:458۔

[15] ایضاً، ص:160۔

[16] المحصول، ج:5، ص:160، 161۔

[17] ایضاً، ص:161۔

[18] المحصول، ج:5، ص:163۔

[19] ایضاً، ص:164۔

[20] ایضاً، ص:458۔

[21] وفیات الاعیان، ج:3، ص:294۔ / الاعلام للزرکلی، ج:4، ص:332۔

[22] وفیات الاعیان، ج:3، ص:294۔ / طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ج:8، ص:306۔

[23] وفیات الأعیان، ج:3، ص:294۔ / طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ج:8، ص:307۔ / الوافی بالوفیات، ج:21، ص:226۔

[24] وفیات الاعیان، ج:3، ص:293۔ / سیر اعلام النبلاء، ج:22، ص:364۔

[25] الوافی بالوفیات، ج:21، ص:226۔

[26] ایضاً، ج:18، ص:188، 233۔

[27] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ج:8، ص:209، 348۔

[28] وفیات الأعیان، ج:3، ص:294۔ / الأعلام للزرکلی، ج:4، ص:332۔

[29] وفیات الأعیان، ج:3، ص:294۔ / الأعلام للزرکلی، ج:4، ص:332۔

[30] الإحکام فی اصول الأحکام، ج:3، ص:271۔

[31] لإحکام فی اصول الأحکام، ج:3، ص:271۔

[32] الإحکام فی اصول الأحکام، ج:3، ص:271۔

[33] ایضاً، ص:275۔

[34] ایضاً۔

[35] الاحکام فی اصول الاحکام، ج:3، ص:274۔

[36] ایضاً، ج:4، ص:277۔

[37] ایضاً، ج:3، ص:274۔

[38] الاحکام فی اصول الاحکام، ج:3، ص:275۔

[39] الاحکام فی اصول الاحکام، ج:3، ص:275۔

[40] ایضاً، ج:4، ص:276۔

[41] الاحکام فی اصول الاحکام، ج:3، ص:275۔

[42] الاحکام فی اصول الاحکام، ج:4، ص:276۔

[43] مختصر منتہی السوٴل والامل فی علمی الاصول والجدل، ج:1، ص:1085 تا 1097۔